وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور اچھے کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

ناشر منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶ / ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین

[illegible]

کتاب مستطاب

احسن الفوائد فی شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کا عقلی و نقلی اور علوم قدیمہ و جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

[illegible] صدوق الملۃ العالمین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

[illegible] المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی [illegible]

۲۹۲ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا فون 7/186

باب الاعتقاد في الظّٰلمين

قال الشيخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فيهم انهم ملعونون والبرائة منهم واجبة قال الله عزوجل وما للظّٰلمين من انصار وقال الله تعالی ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اولئك يعرضون على ربهم ويقول الاشهاد هؤلاء الذين

اڑتیسواں باب ظالم لوگوں کے بارے میں اعتقاد

جناب شیخ ابوجعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ظالموں کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ ملعون اور رحمت خداوندی سے دور ہیں۔ ان سے بیزاری اختیار کرنا واجب ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ ظالموں کے لئے (بروز قیامت) کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ جو شخص خدا پر جھوٹ بولے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ یہ لوگ جب خدا کے دربار میں پیش کئے جائیں گے۔ تو گواہ کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے

ربہ العالمہ و علمہ اکمل ماتم

قلنا يا ايها الناس قد جاءكم الحق من ربكم فمن اهتدى فانما يهتدي لنفسه ومن ضل فانما يضل عليها وما انا عليكم بوكيل۔

SIBTAIN.COM

اڑتیسواں باب ظالموں کے متعلق عقیدہ کا بیان

اس باب میں حضرت مصنف علامؒ نے چند امور ذکر کئے ہیں۔ (۱) ظالمین اور آئمہ طاہرینؑ کے معاندین سے بیزاری اختیار کرنا۔ (۲) منکرین امامت آئمہ کا انجام (۳) امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا حشر (۴) جناب سیدہ عالم کی تمام زنان عالم پر فضیلت (۵) قاتلین انبیاء و ائمہ کا کفر۔ ہم ذیل میں ان تمام مسائل پر اور بعض دوسرے متعلقہ مباحث پر حسب گنجائش کسی قدر تفصیل سے تبصرہ کرتے ہیں۔

حق و باطل کی باہمی معرکہ آرائی

حق و باطل کی معرکہ آرائی اور نور و ظلمت کی آویزش ابتدائے آفرینش کائنات سے جاری و ساری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ وبیدا بین الثقلین الی یوم القیمۃ۔ دنیا میں ہر شے، ہر حقیقت اور ہر نظریہ کی ضد موجود ہے۔ جب یزدان کے مقابلے میں اہرمن کھڑا ہو گیا تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔ ہر خیر کے ساتھ شر اور ہر حقیقت کے ساتھ اس کی ضد موجود ہے۔

كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا وهم بالآخرة هم كافرون قال ابن عباسؓ في تفسير هذه الآية ان سبيل الله في هذا الموضع علي ابن ابي طالب والائمة في كتاب الله عز وجل

پروردگار پر جھوٹ بولا کرتے تھے خبردار! ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہے، جنہوں نے خدا کی راہ سے بندوں کو روکا کرا اس میں کجی ڈالنے کی کوشش کی اور یہی لوگ آخرت کے منکر ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں راہ سبیل خدا سے مراد حضرت امیرالمومنینؑ علی بن ابی طالبؑ اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔ خدائے عزوجل کی کتاب میں

دین کے مقابلے کے لئے کافر ہیں۔ موسیٰؑ کے لئے فرعون، اور محمد مصطفیٰؐ کے خلاف ابوجہل، ابوسفیان اور مسیلمہ کذاب وغیرہ موجود ہیں۔ اسی طرح حقیقی خلافت و امامت کے خلاف مصنوعی خلافت و حکومت موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اندر جتنے فرقے، مذاہب اور فتنے فساد اس اختلاف کی وجہ سے ہوئے۔ اتنے اور کسی وجہ سے نہیں ہوئے۔ حقیقت نے ہمیشہ کذب کا راستہ سے انکار کیا، خواہ اس کے سر پر کتنی ہی آرے چلے۔ اور کذب نے حکومت کی آڑ میں کوئی ایسا ظلم نہیں تھا جو حق اور اہل حق پر نہ کیا ہو۔ اس تنازعہ نے اسلام کے فقہی نظام پر بھی بہت برا اثر ڈالا۔ اور یہی اختلاف تمام اختلافات اور فقہ اسلام کے احکام میں ترمیم و تنسیخ کا باعث بنا۔ جن لوگوں کو آنحضرتؐ کے انتقال پُرملال کے بعد اقتدار حاصل ہو گیا تھا۔ انہوں نے اسلامی امامت کو یونانی حکومت کے سانچہ میں بدل دیا۔ اور اس تبدیلی کے لئے انہیں وہ تمام تحریکات جن پر حقیقی امامت مبنی تھی، بدلنے پڑے اور ان کے بدلنے کے ساتھ اسلام بدلا گیا۔ غرض کہ بقول صاحب ملل و نحل امامت کا اختلاف امت اسلامیہ میں سب سے بڑا اختلاف ہے اور مذہب تشیع و تسنن کا بنیادی نقطۂ اختلاف بھی یہی تنازعہ ہے (فلسفۂ اسلام)

امت اسلامیہ میں امامت کے دو سلسلے موجود ہیں، ایک وہ سلسلہ جلیلہ ہے جو حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے شروع ہو کر امام مہدی دوران صاحب العصر والزمان حضرت محمد بن الحسنؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ جناب ابوبکر سے شروع ہو کر معلوم مروان الحمار یا معتصم عباسی یا کسی اور پر جا کر منتہی ہوتا ہے؟ دین کا علم ان کی خلافت کے علمبرداروں کو بھی نہیں ہے

لہ تفصیل معلوم کرنے کے شائقین ہماری کتاب اثبات ہدیٰ صفحہ ۱۲۳ کی طرف رجوع کریں۔ (منہ عفی عنہ)

اماماں امام الھدیٰ و امام الضلالۃ قال اللہ تعالیٰ وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا و قال اللہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیٰمۃ لا ینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیٰمۃ ھم من المقبوحین فلما نزلت ھذہ الآیۃ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ

دو قسم کے اماموں کا ذکر آیا ہے۔ ایک امام ہدایت دوسرا امام ضلالت۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے ہم نے انہیں ایسا امام بنایا ہے کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ نیز (امام ضلالت کی مذمت میں) خدا فرماتا ہے۔ ہم نے انہیں ایسا امام بنایا ہے جو دوزخ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ قیامت کے روز ان کی امداد نہ کی جائے گی اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔ اور بروز قیامت ان کا شمار ذلیل و خوار لوگوں میں ہوگا۔ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ اس فتنہ سے ڈرو جو صرف انہی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

خلافت علیؑ کا اجمالی بیان

حضرات شیعہ خیر البریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس خلافت کا اعلان دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر کیا (مسند احمد بن حنبل وغیرہ) اور آخر میں غدیر خم کے مقام پر علی الاعلان آپ کو اپنا خلیفہ بلافصل مقرر فرمایا اور رسم بیعت ادا فرمائی۔ اور اس درمیانی عرصہ میں بھی آنحضرتؐ بار بار حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی برتری کا تذکرہ فرماتے رہے۔ اور بار بار اس امر کی تصریح فرمائی۔ (جیسا کہ کتاب ہذا کے ذیل میں اس مطلب پر قدرے تبصرہ کیا جا چکا ہے) آنحضرتؐ نے اپنے اس اسوۂ حسنہ سے واضح کر دیا کہ خلافت منصوص ہوتی ہے نہ بالاجماع وغیرہ۔ مگر افسوس حسب رسم قدیم ابناء دنیا نے ان واضح ارشادات کو نظر انداز کر کے آنحضرتؐ کی ظاہری مسند خلافت پر کسی دوسرے کو بٹھا دیا اور زمام حکومت ایسے ہاتھوں میں دے دی جو کسی طرح بھی اس منصب الٰہی کے اہل نہ تھے۔ لہٰذا ان آئمہ طاہرینؑ کی موجودگی میں جن لوگوں نے ظاہری خلافت و حکومت پر قبضہ کیا۔ ان کا یہ قبضہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد علیہم السلام کی نگاہ میں غاصبانہ و ظالمانہ تھا۔ (والحق مع علی و علی مع الحق) جیسا کہ یہ امر حضرت امیر المومنینؑ کے متعدد خطبات و ارشادات اور دوسرے آئمہ طاہرینؑ کے فرامین سے واضح و عیاں ہے۔ خطبہ شقشقیہ میں آپ فرماتے ہیں۔ لقد تقمصہا فلان وھو یعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحیٰ ینحدر عنی السیل ولا یرقیٰ الیّ الطیر۔ فلاں (یعنی خلیفہ اول) نے قمیص خلافت کو زبردستی پہن لیا۔ حالانکہ اسے علم تھا کہ مجھے خلافت سے وہی تعلق ہے جو قطب آسیا کو آسیا سے ہوتا ہے (یعنی اس کا مرکز ہوں) مجھ سے علم و معرفت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور مجھ تک پرندہ بھی پرواز نہیں کر سکتا۔ (نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۲۵ طبع مصر)

قال النبیؐ من ظلم علیاً مقعدی هذا بعد وفاتی فکانما جحد نبوتی ونبوة الانبیاء من قبلی ومن تولی ظالما فهو ظالم قال الله عز وجل ثناءه یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولهم منکم فاولئک هم الظالمون وقال عز وجل یا ایها الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب الله علیهم قد یئسوا من الاخرة کما

تو اس کی تفسیر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری وفات کے بعد میرے مقام خلافت کے متعلق علیؑ ابن ابی طالبؑ پر ظلم کرے گا تو گویا اس نے میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا۔ اور جو شخص کسی ظالم سے محبت رکھے اور اس کو قائم کرے وہ خود بھی ظالم ہے (اس سلسلہ میں) خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنے ماں باپ بھائیوں سے محبت اور دوستی نہ کرو جو ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیتے ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ بھی انہی ظالموں میں سے ہوگا۔ نیز خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اس گروہ سے محبت نہ کرو جس پر خدا غضب کرتا ہے۔ وہ آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے

ائمۂ اہل بیتؑ اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت

نہج البلاغہ میں ایک مکتوب ہے جو آپؑ نے معاویہ کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا خلافت ثلاثہ کی اپنے بیعت کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔ "وما انکرت من تقدم الناس [illegible]" میں ان لوگوں کی خلافت کو ناپسند کرتا ہوں اس کی معذرت خواہی لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتا۔ (آپ کا یہ خط [illegible]) نیز تاریخوں میں مذکور ہے کہ خلیفہ دوم کی وفات کے بعد جب مجلس شوریٰ میں عبدالرحمٰن بن عوف نے کتاب خدا و سنت مصطفےؐ کے ساتھ ساتھ سیرت شیخینؓ پر عمل کرنے کی شرط پر خلافت جناب امیرؑ کے حوالے کرنا چاہی تو جناب امیرؑ نے تخت حکومت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا مگر سیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط کو قبول نہیں فرمایا (ملاحظہ ہو الملل والنحل شہرستانی، شرح فقہ اکبر وغیرہ) اس واقعہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ آنجنابؑ خلافت شیخینؓ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ بہر حال ان حقائق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ان لوگوں کو غاصب و جائر سمجھنا ایسا واضح تھا کہ خود ان لوگوں کو بھی اس حقیقت کا اعتراف تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ خلیفہ ثانی نے حضرت امیرؑ اور جناب عباسؓ کو خطاب کر کے کہا۔ "فرأیتماہ کاذبا آثماً غادراً خائناً" تم دونوں مجھے جھوٹا گنہگار غدار اور خیانت کار سمجھتے ہو۔ بلکہ جو شخص مجھ سے پہلے تھا۔ (خلیفہ اول) تم دونوں اسے بھی ہمیشہ کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے رہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص [illegible]) نیز حضرت امیرؑ اور جناب عباسؓ کے سکوت نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ واقعاً وہ ان لوگوں کو ایسا ہی سمجھتے

يئس الكفار من اصحاب القبور و
قال عز وجل لا تجد قوما يؤمنون
بالله واليوم الآخر يوادون من
حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم
او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم
اولئك كتب في قلوبهم الايمان
وقال الله تعالى ومن يتولهم منكم
فانه منهم ان الله لا يهدي القوم
الظالمين وقال عز وجل ولا
تركنوا الى الذين ظلموا
فتمسكم النار وما لكم من دون الله
من اولياء ثم لا تنصرون والظلم وضع
الشيء في غير موضعه نص اذ كي

جس طرح کہ کافر لوگ قبروں کے مردوں سے مایوس ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم ان کو دشمنان خدا و رسول سے محبت کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا یا بیٹے یا بھائی یا اپنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان راسخ کر دیا ہے۔ نیز خدا فرماتا ہے تم میں سے جو شخص ان (ظالموں) سے دوستی رکھے گا وہ بھی انہی میں شمار ہوگا۔ بیشک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (اسی سلسلہ میں) ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تمہیں بھی آتش دوزخ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ لغت میں کسی چیز کو اس کے اصلی مقام پر نہ رکھنے کا نام ظلم ہے۔ پس جو شخص امامت کا دعویٰ کرے

تھے۔ ان حقائق کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب اثبات الامامۃ میں ذکر کیا ہے۔ شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع کریں۔ یہاں فقط اشارہ مقصود ہے۔ مگر زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ادھر حضرت امیرؑ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین اور کلام اللہ پڑھنے میں مشغول رہے ادھر آنجنابؑ کا حق غصب ہو گیا (اصل واقعہ وغیرہ) عربی نے خوب کہا ہے ؎

دامنے کہ معتبر دانستیم پیچ ۔ خلافت گذارد بجا تم نشیند

برائت و بیزاری کا عقلی و نقلی ثبوت

چونکہ یہ ہر ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین اسلام میں حق اہل بیت رسولؐ کے ساتھ ہے لہٰذا ان کی اقتداء و اتباع اور ان سے محبت و مودت رکھنا ہر مومن پر واجب و لازم ہے اور یہ امر اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان کے مخالفین و معاندین سے علیحدگی و بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ جس طرح کہ توحید و رسالت کا اقرار و اعتقاد اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک خدا و رسولؐ کے بالمقابل جھوٹے مدعیان ربوبیت و نبوت کی ربوبیت و رسالت کا انکار کر کے ان سے بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ اور یہی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کا مفاد و ماحصل ہے۔ اور یہ عقیدہ فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہے۔ اور چونکہ دین اسلام فطری دین ہے۔ لہٰذا یہی امر اس دین کا طغرائے امتیاز ادیان عالم کے بالمقابل

الامامة وهو غير امام فهو الظالم الملعون ومن وضع الامامة في غير اهلها فهو ظالم ملعون وقال النبي من جحد عليا امامته بعدي فقد جحد نبوتي ومن جحد نبوتي فقد جحد الله ربوبيته وقال النبي يا علي انت المظلوم بعدي ومن ظلمك فقد ظلمني ومن انصفك فقد انصفني ومن جحدك فقد جحدني ومن والاك فقد والاني ومن عاداك فقد عاداني ومن اطاعك فقد اطاعني ومن عصاك فقد عصاني واعتقادنا

جانے کہ وہ کیا چیز ہو تو وہ ظالم و ملعون ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی ظالم و ملعون ہے جو نااہل لوگوں کی امامت کا قائل ہو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے بعد حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا انکار کرے گا وہ ایسا ہے گویا اس نے میری نبوت و رسالت کا انکار کیا اور جس نے گویا خدا کی ربوبیت کا انکار کیا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا یا علی میرے بعد تم پر ظلم و ستم کیا جائے گا اور جو شخص تم پر ظلم کرے گا وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور جو تم سے انصاف کرے گا وہ مجھ سے انصاف کرے گا۔ جو تمہارا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوگا جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا جو تمہاری اطاعت کرے گا وہ میرا اطاعت گزار ہوگا۔ اور جو تمہارا نافرمان ہوگا وہ میرا نافرمان ہوگا۔ ہمارا عقیدہ

فطرت سے تیار شدہ پاکیزہ دین ہے کہ یہ دین فطرت ہے۔ عقل سلیم و طبع مستقیم کے عین مطابق ہے۔ فطرة الله التي فطر الناس عليها جیسا کہ اس مطلب پر بعض سابقہ ابواب میں مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے اس مسئلہ پر بہت زور دیا ہے۔ اور اب عقل و دانش پر مخفی نہیں ہے کہ عقل سلیم کا یہ فیصلہ ناقابل انکار ہے کہ سچا و جھوٹا، عالم و جاہل، مومن و منافق، مسلم و کافر، ظالم و مظلوم، متکبر و متواضع اور متقی و فاجر برابر نہیں ہو سکتے۔ ظاہر ہے کہ جنتی و جہنمی، اصحاب الجنت و اصحاب النار دونوں مساوی و برابر نہیں ہو سکتے۔ عقل سلیم کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ سچے سے دوستی اور جھوٹے سے بیزاری، عالم سے الفت و جاہل سے نفرت، مسلم و مومن سے محبت، اور منافق و کافر سے عداوت، مظلوم سے ہمدردی اور ظالم سے برات، متقی سے لگاؤ اور فاسق و فاجر سے پرہیز کیا جائے۔ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ سچے نبی و امام سے تولا اور ان کی اتباع و اقتداء اور جھوٹے مدعیان نبوت و امامت سے بغض و عداوت اور ان سے تبرا یعنی علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا واجب و لازم ہے۔ کوئی ذوق سلیم و عقل مستقیم رکھنے والا انسان خواہ جس مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو بشرطیکہ تعصب و عناد نے اس کی عقل و فکر کو مسخ نہ کر دیا ہو وہ بلا شبہ حقائق مذکورہ بالا حقائق میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا۔

فیمن جحد امامة امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ والائمة من بعده: انه کمن جحد نبوة جمیع الانبیاء واعتقادنا فیمن اقر بامیر المؤمنین وانکر واحداً من بعده من الائمة انه بمنزلة من اقر بجمیع الانبیاء وانکر نبوة نبینا محمدؐ وقال الصادقؑ المنکر لآخرنا کالمنکر لاولنا وقال النبیؐ والائمة من بعدی اثنا عشر اولهم امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ وآخرهم المهدی القائمؑ طاعتهم طاعتی

اس شخص کے متعلق جو حضرت امیرؑ اور دیگر آئمہ طاہرینؑ کی امامت و خلافت کا منکر ہے یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کی مانند ہے کہ جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو اور جو شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی امامت کا تو قائل ہو۔ مگر دوسرے گیارہ اماموں میں سے کسی ایک کی امامت کا منکر ہو تو اس کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ایسا شخص اس آدمی کی مانند ہے جو تمام انبیاء سابقین کی نبوت کا اقرار کرتا ہو۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ کی نبوت کا منکر ہو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص ہمارے آخری امامؑ کا انکار کرے وہ ایسا ہے گویا اس نے ہمارے پہلے امام کا انکار کر دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے بعد میری مسند خلافت کے وارث (اثنا عشر) بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلے حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور آخری حضرت مہدیؑ قائم ہوں گے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت

گئے اصول تعلیمات کا حامل ہے۔ وہ مجموعہ تعالیٰ مذہب شیعہ خیرالبریہ ہی ہے اس لئے اس میں "تولّا" اور "تبرّا" کو جزو مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ نظریہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ ارشاد قدرت ہے لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین (سورۃ آل عمران پ ۳) یعنی اہل ایمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (سورۃ ممتحنہ پ ۲۸) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرماتا ہے کہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرء منہ (سورہ پ ۱۱) جب ان کو معلوم ہو گیا کہ ان کا چچا آزر دشمن خدا ہے۔ انہوں نے فوراً اس سے بیزاری و علیحدگی اختیار کر لی۔ خدا ان کی مدح فرماتا ہے۔ ان ابراہیم لاواہ حلیم۔ یہ ہے تبرا و تولا کی اس حقیقت سے کہ تسلیم کرنے میں ہرگز کوئی عقل سلیم آمادہ انکار نہیں کرتی۔ مگر فتنہ پرداز طاقتوں نے اس مسئلہ کو ہمارے خلاف عوام الناس میں کچھ اس طرح غلط انداز میں پیش کیا ہے کہ ان کے اذہان میں راسخ کر دیا ہے کہ تبرا کا مفہوم اصحاب رسولؐ کو سب و شتم کرنا ہے۔ حالانکہ ارباب علم و بصیرت جانتے ہیں کہ لغت عرب میں تبرا کا مفہوم ہے بیزار شدن یعنی کسی سے علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا ہے۔ اور

ومعصیتهم معصیتی ومن انکر واحداً منهم فقد انکرنی و قال الصادقؑ من شک فی کفر اعدائنا والظالمین لنا فهو کافر وقال امیرالمؤمنینؑ ما زلت مظلوماً منذ ولدتنی امی حتی ان عقیلاً کان یصیبه الرمد فیقول لاتذرونی حتی تذروا علیاً فیذرونی وما بی رمد واعتقادنا فیمن قاتل علیاً قوله من قاتل علیاً فقد قاتلنی ومن حارب علیاً فقد حاربنی ومن حاربنی فقد حارب الله وقوله لعلیٍّ وفاطمة

اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار کرے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں جو شخص ہمارے دشمنوں اور جنہوں نے ہم پر ظلم کئے ہیں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میری ابتدائے ولادت سے برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ جب عقیلؓ کی آنکھوں میں درد ہوتا تھا تو وہ کہتے پہلے علیؑ کی آنکھوں میں دوا ڈالو۔ تب میں ڈلواؤں گا اس وقت میری آنکھوں میں دوا ڈالی جاتی تھی حالانکہ میری آنکھوں میں قطعاً کوئی درد نہ ہوتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں کے متعلق ہمارا عقیدہ پیغمبر کے اس ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ جو جناب علیؑ سے جنگ کرے وہ مجھ سے جنگ کرتا ہے اور مجھ سے لڑائی کرنے والا خدا سے لڑنے والا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ، جناب امیرالمومنینؑ، حضرت فاطمہؑ

سب وشتم کا مفہوم ہے دشنام دہی یعنی کسی کو گالی دینا وبینهما بون بعید - این هذا من ذالک

مذہب شیعہ میں کسی کو گالی دینا جائز نہیں

ہم کو تو جب ارشاد رب العزت ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغیر علم۔ کفار و مشرکین کو بھی سب وشتم کرنا ناجائز سمجھتے ہیں، چہ جائیکہ منتظاہرین اسلام کو سب وشتم کریں؟ اہل لغت سب کے معنی لعن و رحمت خداوندی سے دوری کے ہیں، اور تبرا جس کے معنی بیزاری اختیار کرنے کے ہیں، یہ اور چیز ہے۔ جس کا جواز قرآن و حدیث اور اکابر امت کے عمل سے ثابت ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن بلکہ ایمان پر فائز نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ بانی اسلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو خدا کے بعد ہر شے سے حتیٰ کہ اپنی جان و اولاد سے زیادہ عزیز و محبوب نہ سمجھتا ہو جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم الخ خود آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده ووالده والناس اجمعین

SIBTAIN.COM

[illegible]

حرب لمن حاربكم وسلم لمن

سالمكم واما فاطمة صلوات الله

وسلامه عليها فاعتقد [illegible]

[illegible]

[illegible] وقال النبي ان فاطمة بضعة

مني من اذاها فقد اذاني

ومن غاظها فقد غاظني ومن

[illegible]

[illegible]

مذہب شیعہ میں محبت اہل بیت صرف مجازی بات [illegible]

[illegible]

سرّها فقد سرّني وقال النبيّ ان فاطمة بضعة منّي و هي روحي التي بين جنبيّ يسوؤني ما ساءها و يسرّني ما سرّها واعتقادنا

جو خوش رہے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ فاطمہ میری وہ روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ جو چیز اس کو رنج پہنچائے وہ مجھے رنج پہنچاتی ہے اور جو چیز اس کو مسرور و شادکام کرے وہ مجھے مسرور و شادکام کرتی ہے

لازم ہے۔ چنانچہ ہم سب کے اصحاب رسول کے متبع رسول ہیں۔ اور آپ کی تابعداری کے واسطے محبوب خدا ہیں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور سچ ہے کہ محبوب خدا کی محبت ہر اس بندہ پر جو خدا سے محبت رکھتا ہے واجب ہے۔ ثمرہ ہے ان دونوں سے واضح ہوا کہ تحقیق اصحاب رسول کی محبت جزو ایمان ہے۔ ان کی محبت کے بغیر کوئی شخص درجۂ ایمان پر فائز و مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ محقق شیخ بہائی اپنے رسالہ اعتقادات میں تحریر فرماتے ہیں ونعتقد وجوب محبۃ اصحاب الرسول الذین [illegible] ولم یخالفوا اوامرہ بعدہ وفاتہ و انفاذ ما وصاھم بہ حال حیوتہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان اصحاب رسول کی محبت واجب ہے جو آنحضرت کی تمام پر تمام دور عمر ہے اور ان کی [illegible] میں شیعیان حیدر کرار کا عقیدہ و ایمان ہے۔ وہ محبت اصحاب رسول [illegible] آئمہ اطہار کی تقلید [illegible] ہی اپنا ایمان و عقیدہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام کے صحیفۂ کاملہ میں ایک دعا مخصوص اصحاب رسول کے لئے موجود ہے۔ اس دعا کا عنوان یہ ہے۔ وکان من دعائہ علیہ السلام فی الصلوۃ علی اتباع الرسل ومصدقیھم اس دعا میں آپ فرماتے ہیں۔ اللھم واصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ وکانفوہ واسرعوا الی وفادتہ وسابقوا الی دعوتہ۔ یا اللہ خاص کر حضرت رسول کے ان صحابہ کرام کو تو اپنی رحمت فرما [illegible] انہوں نے آپ کا اچھا ساتھ دیا اور آپ کی نصرت میں خوب جہاد کیا۔ اور جناب کی معاونت کی۔ اور ان کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی۔

ظاہر ہے کہ حضرات شیعہ ان لوگوں کی محبت کے ساتھ ان کی اتباع و اقتدا کو بھی جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کو مغفرت کا مستحق سمجھتے ہیں [illegible] قرآن سے صحابہ کرام کے لئے دعائے مغفرت کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اللھم اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان بعد ازیں بھی جو یہ کہتا ہے کہ شیعہ اصحاب رسول سے دشمنی کرتے ہیں۔ اور ان کو سب و شتم کرتے ہیں۔ افترا پردازی و بہتان تراشی کرتا ہے۔ یا وہ شیعوں کے عقائد و احوال سے ناواقف ہے (مترجم الحسینی)

فی البیان انها واجبة من الاوثان الاربعة یغوث و یعوق و نسر و هبل و من الانداد الاربعة	برات کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ چار بتوں سے برات واجب ہے اور وہ یہ ہیں۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر اور ہبل۔ اسی طرح ان چار اصنام سے بھی بیزاری لازم ہے۔ جنہیں خدا کا مثل سمجھا جاتا ہے۔

صحابہ رسولؐ میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے

اور چونکہ کتب سیر و تواریخ بلکہ خود قرآن کریم اور احادیث سید المرسلین سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رسولؐ میں کچھ قاتل کچھ مقتول کچھ ظالم کچھ مظلوم کچھ عادل اور کچھ غیر عادل کچھ مومن کچھ منافق کچھ ثابت و مستقیم اور کچھ مذبذب و مرتاب غرضیکہ اصحاب رسولؐ میں ہر قسم و قماش کے لوگ موجود تھے۔ خلاصہ یہ کہ شیعہ مذہب اس بات کا قائل ہے کہ ان مختلف طبقات کو ایک لاٹھی سے ہانکنا اور سب کو عادل اور سب کو مثل نجوم قرار دینا سب سے یکساں محبت و مودت کرنا سب کو اپنا پیر و مرشد جاننا عقل سلیم و طبع مستقیم پر ظلم عظیم اور قواعد شرعیہ پر ہجوم عظیم ہے۔ بقول جامی

ہر کہ رو سے بہبود نداشت ۔ دیدن روئے نبی سود نداشت

بعض منصف مزاج علماء اہل سنت کو بھی بادل نخواستہ اس حقیقت کا اقرار کرنا پڑا ہے چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں تحریر فرماتے ہیں۔ ما وقع بین الصحابة من المحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقات یدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق و بلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیه الحقد والعناد والحسد واللداد و طلب الملک والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوم ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوم (شرح مقاصد) یعنی جو اختلافات صحابہ میں جو جنگ و جدال اور مشاجرات واقع ہوئے جیسا کہ کتب تواریخ میں اور ثقات کی زبانوں پر مذکور ہیں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ راہ راست سے منحرف ہو گئے اور ظلم و جور اور فسق و فجور کی حد تک پہنچ گئے اور ان امور کا سبب وہی کینہ و عناد اور حسد و لداد و طلب ملک و ریاست اور لذات و شہوات کی طرف میلان تھا اس لئے کہ ہر صحابی معصوم نہیں ہوتا۔ اور ہر وہ شخص جس کو آنحضرتؐ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے وہ خیر و خوبی کے ساتھ موسوم نہیں ہوتا۔ اھ سچ کہتے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں

حدیث اصحابی کالنجوم وضعی ہے

انہی حقائق سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حدیث جو برادران اسلامی کے ہاں بہت مشہور ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ بالکل جعلی و وضعی ہے۔ اور کتب شیعہ و [illegible] کا مصداق ہے۔ کیونکہ ہر صحابی کی اقتدا باعث رشد و ہدایت نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ

لا یتم الاقرار باللہ وبرسولہ وبالائمۃ المعصومین الا بالبرائۃ من اعدائھم واعتقادنا	خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت اور آئمہ کی امامت کا اقرار اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے مکمل برائت و بیزاری اختیار نہ کی جائے

اختیار کر کے حق رسالت ادا کیا۔ ہم ایسے اصحاب کی خاک پا کو اپنے لئے توتیائے چشم بنانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جنہوں نے آپ کی کامل اتباع نہ کی۔ اور آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد مرکز رشد و ہدایت سے علیحدہ ہو گئے وادئ نبوت کو خالی کر دیا۔ آل محمد کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ ان پر ظلم و ستم کئے۔ ہم ان سے بیزاری کو واجب و لازم سمجھتے ہیں۔ تا۔

ان کان ذنبی حب آل محمد ۔ فذلک ذنب لست عنہ اتوب

منکرین امامت آئمہ اطہار کا انجام

اس سلسلہ میں حضرت مصنف علام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے کہ آئمہ اہل بیت کی امامت کا منکر گویا تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہے۔ یہ امر دلائل عقلیہ و نقلیہ کی روشنی میں واضح ہے۔ بعض سابقہ ابواب میں اس امر پر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ کہ خداوند عالم نے انبیاء کو اس وقت تک مرتبہ نبوت و رسالت پر فائز نہیں فرمایا جب تک ان سے اپنی توحید و سرکار ختمی مرتبت کی رسالت اور آئمہ اہل بیت کی خلافت کا اقرار نہیں لے لیا۔

اب ارباب عقل و انصاف خود ہی بتائیں۔ کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار کرتا ہے مگر ان آئمہ اطہار کی امامت کا انکار کرتا ہے۔ جن کے طفیل انبیاء کو خلعت نبوت عطا ہوئی تھی۔ تو اس کے اس اقرار کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ اسی لئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میرے اوصیاء کی امامت کا انکار کرے گا وہ اس شخص کی مانند ہے جو تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہے۔ جیسا کہ اس قسم کی متعدد روایات رسالہ میں درج ہیں اور تفصیل سابق بحار الانوار میں موجود ہے۔ چونکہ یہ بزرگوار ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ اس لئے بعض کا اقرار اور بعض کا انکار متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔ من انکر واحدا منا فقد انکر کلنا جو ہم میں سے کسی ایک کا انکار کرے وہ ایسا ہے۔ جیسے اس نے ہم سب کا انکار کیا ہو۔ (ملاحظہ ہو بحار الانوار و بصائر الدرجات وغیرہ) اتنی تو سب کو ان احادیث میں منکر امامت آئمہ کو جو منکر انبیاء کی مثل قرار دیا گیا ہے اس سے بنا بر آخرت میں سزا کے سلسلہ میں شباہت مراد ہے نہ کہ دنیا میں ظاہری حکم نجاست وغیرہ کیونکہ مذہب مشہور خصوصاً متاخرین کے نزدیک منکرین امامت آئمہ علیہم السلام پر اسلام کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ فلا تغفل۔ نیز اس بیان حقیقت ترجمان سے یہ حقیقت بھی واضح و عیاں ہو جاتی ہے کہ چاہے امام اول ہوں یا آخر یا درمیانی وغیرہ ہمارے نزدیک سب اور تمام آئمہ کی امامت کے منکر ایک جیسے ہیں۔

فی قتلة الانبیآء وقتلة الائمة المعصومین انھم کفار مشرکون مخلدون فی اسفل درک

انبیاء و مرسلین اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے قاتلوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ کافر و مشرک ہیں، جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں دائمی عذاب الٰہی میں گرفتار رہیں گے۔

اہل بیت رسولؐ کے ساتھ امت کا سلوک

مگر افسوس بجائے اس کے کہ امت رسولؐ آئمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کو تسلیم کرکے ان سے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کرتی۔ اور نجات دارین کے اسباب مہیا کرتی۔ الٹا اس نے اہل بیت رسولؐ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے اور ان کی شہادت و حیات کو تلخ کرنا شروع کر دیا اور ان پر اس قدر ظلم و ستم کئے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو کہنا پڑا۔ کہ:

صبت علی مصائب لو انھا ۔ صبت علی الایام صرن لیالیا

اور سردار اہل بیتؑ نے مصائب و شدائد کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔ ارٰی تراثی نھبا وفی العین قذٰی وفی الحلق شجٰی (نہج البلاغہ) میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث (خلافت) لوٹی جا رہی تھی (شدت رنج و تکلیف کی وجہ سے میری یہ کیفیت تھی کہ جیسے) آنکھوں میں کانٹا اور حلق میں ہڈی اٹکی ہوئی ہو۔ جناب امام زین العابدینؑ نے تو مظالم امت سے متاثر ہو کر یہاں تک فرمایا ہے۔

اقاد ذلیلا فی دمشق کاننی ۔ من الزنج عبد غاب عنہ نصیر (نفس المہموم)

مجھے شام میں اس طرح ذلت کے ساتھ پھرایا جا رہا ہے جیسے کسی حبشی غلام کو پھرایا جاتا ہے جس کے وارث اور انصار غائب ہوں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود باعلام الٰہی ان تمام مصائب و نوائب کا علم تھا جو ان کی عترت اطہار پر وارد ہونے والے تھے۔ انہوں نے ان حالات کی ان کو اطلاع بھی دے دی تھی۔ اور ان کو صبر و شکیبائی اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۶ خصائص کبریٰ سیوطی ج ۲ ص ۳۳۸ صواعق محرقہ ص ۱۴۳ پر مرقوم ہے۔ یہ الفاظ خصائص کے ہیں۔ اخرج الحاکم و ابو نعیم عن ابن مسعود و اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ انا اہل بیت اختار اللہ لنا الآخرۃ علی الدنیا و ان اہل بیتی سیلقون بعدی بلاءً و تطریدا و تشریدا۔ فرمایا ہم وہ خانوادہ ہیں۔ کہ خدا نے ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو منتخب فرمایا ہے۔ میرے اہل بیتؑ میرے بعد آزمائش مصیبت اور جلاوطنی وغیرہ مصائب سے دوچار ہوں گے اور جناب امیر المومنینؑ کو خصوصی وصیت فرمائی تھی کہ ان جانگسل حوادث و سوانح میں صبر و شکیبائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور تلوار نہ اٹھائیں۔ چنانچہ مدارج النبوۃ رکن رابع ص ۵۱۱ و روضۃ الاحباب ج ۱ ص ۵۵۹ پر مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت امیرؑ کو فرمایا۔ اے علی! اول کسے کہ بر لب کوثر بمن رسد تو باشی۔ بعد از من بسیار کا